سورة النور

آیت ۳۵

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ ؕ اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ ؕ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا
كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ ۙ يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ
نَارٌ ؕ نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ ؕ يَهْدِى اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ
عَلِيْمٌ ۙ ﴿۳۵﴾

فِيْ بُيُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ ۙ يُسَبِّحُ لَهٗ فِيْهَا بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ۙ ﴿۳۶﴾ رِجَالٌ ۙ لَّا
تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ ۪ۙ يَخَافُوْنَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيْهِ
الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ ۗ ﴿۳۷﴾ لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَيَزِيْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ؕ وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ
بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۳۸﴾

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍ بِقِيْعَةٍ يَّحْسَبُهُ الظَّمْاٰنُ مَآءً ؕ حَتّٰٓى اِذَا جَآءَهٗ لَمْ يَجِدْهُ شَيْـًٔا وَّوَجَدَ
اللّٰهَ عِنْدَهٗ فَوَفّٰىهُ حِسَابَهٗ ؕ وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۙ ﴿۳۹﴾ اَوْ كَظُلُمٰتٍ فِيْ بَحْرٍ لُّجِّيٍّ يَّغْشٰىهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ مَوْجٌ
مِّنْ فَوْقِهٖ سَحَابٌ ؕ ظُلُمٰتٌۢ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ ؕ اِذَآ اَخْرَجَ يَدَهٗ لَمْ يَكَدْ يَرٰىهَا ؕ وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ
لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ ﴿۴۰﴾

سُورَةُ النُّورِ

آیات 64

مدنیة

سُورَةٌ أَنزَلْنَاهَا وَفَرَضْنَاهَا وَأَنزَلْنَا فِيهَا آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ لَّعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ

اسلام فرد، خاندان، معاشرے، ریاست اور امت کو اللہ کے نورِ ہدایت کے تابع کر کے عفت، حیا، عدل، قانونی اور اجتماعی پاکیزگی کا نظام قائم کرتا ہے

شرعی حدود
آیات 1 تا 26

- زنا کی حد (آیات 1-3)
- تہمت (قذف) کا حکم (آیات 4-5)
- لعان (میاں بیوی کے درمیان جھوٹی تہمت) (آیات 6-10)
- واقعہ افک (تہمت کا واقعہ) (آیات 11-22)
- آخرت میں تہمت کی سزا (آیات 23-26)

معاشرتی آداب (حصہ اول)
آیات 27 تا 34

- گھر میں داخل ہونے کے آداب (آیات 27-29)
- مرد و خواتین کے لیے نظریں نیچی رکھنے اور زینت چھپانے کا حکم (آیات 30-31)
- نکاح اور غلاموں کی آزادی کا حکم (آیات 32-34)

نورِ الٰہی، مساجد کا فضل اور اس کی قدرت
آیات 35 تا 46

- اللہ کا نور اور مساجد کو آباد کرنے والوں کا اجر (آیات 35-38)
- کافروں کے اعمال کی مثال (آیات 39-40)
- اللہ کی قدرت کی نشانیاں (آیات 41-46)

اللہ کی آیات پر منافقین کا رویہ
آیات 47 تا 57

- مومنوں کی فرمانبرداری اور منافقوں کا جھوٹ (آیات 47-54)
- اللہ کا طریقہ کار بندوں کے لیے (آیات 55-57)

معاشرتی آداب (حصہ دوم)
آیات 58 تا 64

- گھروں کے دیگر آداب (آیات 58-61)
- رسول اللہ (ﷺ) کے ساتھ برتاؤ کے آداب (آیات 62-63)
- اللہ کی بادشاہت، علم اور قدرت (آیت 64)

آیات 35-40

سورۃ النور کی یہ آیات پوری سورت کا دل اور مرکز ہیں۔ جس طرح سورج کی روشنی ہر چیز پر پڑتی ہے اور کوئی گوشہ اس سے محروم نہیں رہتا، اسی طرح ان آیات کا نور سورت کے ہر حصے پر پڑ رہا ہے - چاہے وہ پردے کے احکام ہوں، گھر میں داخلے کی اجازت کا حکم ہو، واقعۂ افک کا تذکرہ ہو یا منافقین کا ذکر - سب اسی مرکزی روشنی سے منسلک ہیں۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے انسانیت کے سامنے دو تصویریں رکھی ہیں - ایمان کی اور کفر کی - جو براہِ راست انسان کی انفرادی اور اجتماعی زندگی سے جڑی ہوئی ہیں۔

ایمان کی تمثیل یہ ہے کہ نورِ ہدایت جب دل میں اترتا ہے تو مشکاۃ کے چراغ کی مانند محفوظ، مرکوز اور تابناک ہو جاتا ہے اور پھر یہ نور دل تک محدود نہیں رہتا بلکہ سوچ، کردار اور زندگی کے ہر گوشے میں پھیل جاتا ہے۔ جو اندر سے روشن ہو، باہر سے بھی اس کی زندگی روشن ہوتی ہے۔

کفر کی تمثیل اس کے برعکس گہرے سمندر کی تاریکی جیسی ہے - اندھیرے پر اندھیرا، "بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ" کہ ہاتھ سامنے کرو تو نظر نہ آئے۔ کفر انسان کو اسی اندھے کنویں میں ڈال دیتا ہے جہاں حق سامنے ہو تو بھی دکھائی نہ دے اور راستہ کھلا ہو تو بھی سجھائی نہ دے۔

اہلِ ایمان کو یہ یاد دہانی کہ ایمان کا نور پوری زندگی میں پھیلنا چاہیے، اور اہلِ کفر کو یہ تنبیہ کہ جس تاریکی کو وہ زندگی سمجھ رہے ہیں وہ دراصل ہلاکت کی راہ ہے

اَللّٰهُ نُوۡرُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ؕ مَثَلُ نُوۡرِهٖ كَمِشۡكٰوةٍ فِيۡهَا مِصۡبَاحٌ ؕ اَلۡمِصۡبَاحُ فِىۡ زُجَاجَةٍ ؕ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوۡكَبٌ دُرِّىٌّ يُّوۡقَدُ مِنۡ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيۡتُوۡنَةٍ لَّا شَرۡقِيَّةٍ وَّلَا غَرۡبِيَّةٍ ۙ

اَللّٰهُ نُوۡرُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ - اللہ نور ہے آسمانوں اور زمین کا

مَثَل : مثال

کَ : حرفِ تشبیہ (مانند، جیسے)

مَثَلُ نُوۡرِهٖ كَمِشۡكٰوةٍ - اس کے نور کی مثال طاق کی مانند ہے

مِشْکٰوۃ : طاق (دیوار میں چراغ رکھنے کی جگہ) Niche

فِيۡهَا مِصۡبَاحٌ - اس (طاق) میں ایک چراغ ہے

مِصْبَاحٌ : چراغ

اَلۡمِصۡبَاحُ فِىۡ زُجَاجَةٍ - (وہ) چراغ ایک شیشے (فانوس) میں ہے

زُجَاجَۃ : شیشہ (شیشے کی بوتل/فانوس)
(Glass/glass vessel/ lamp glass)

اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوۡكَبٌ - (وہ) شیشہ (فانوس ایسا ہے) گویا کہ وہ ستارہ ہے

کَوْکَبٌ : ستارہ

دُرِّىٌّ يُّوۡقَدُ - چمکتا ہوا (وہ چراغ) جلایا (روشن کیا) جاتا ہے

دُرِّیٌّ : دُرِّ موتی، یٌّ: یائے نسبتی ہے، دُرِّ کی طرف منسوب ہے (موتی کی طرح چمکتا ہوا)

(و ق د)

اَوْقَدَ يُوْقِدُ ، اِيْقَادٌ : چراغ جلانا، آگ جلانا (IV)

مِنۡ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيۡتُوۡنَةٍ - ایک مبارک درخت زیتون سے (جو)

زَيْتُوْنَة : ایک زیتون کا درخت

زَيْتُوْن : بہت سارے زیتون کے درخت

لَّا شَرۡقِيَّةٍ وَّلَا غَرۡبِيَّةٍ - نہ مشرق کی طرف ہے اور نہ مغرب کی طرف

يَكَادُ زَيْتُهَا يُضِيۡٓءُ وَلَوۡ لَمۡ تَمۡسَسۡهُ نَارٌ ؕ نُوۡرٌ عَلٰى نُوۡرٍ ؕ يَهۡدِى اللّٰهُ لِنُوۡرِهٖ مَنۡ يَّشَآءُ ؕ وَيَضۡرِبُ اللّٰهُ الۡاَمۡثَالَ لِلنَّاسِ ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَىۡءٍ عَلِيۡمٌ ۙ ﴿۳۵﴾

يَكَادُ زَيْتُهَا يُضِيۡٓءُ - قریب ہے کہ اس کا تیل (خود بخود) روشن ہو جائے

كَادَ يَكَادُ ، كَوْدًا : قریب ہونا

زَيْت : تیل (اصلاً زیتون کا تیل)۔ پھر بعد میں اس کا اطلاق ہر قسم کے روغن پر (نباتاتی، حیوانی یا معدنی تیل پر)

(ض و أ) اَضَاءَ يُضِيْٓءُ ، اِضَآئَةٌ : روشن ہونا (IV)

اردو میں: ضیاء، ضو

وَلَوۡ لَمۡ تَمۡسَسۡهُ نَارٌ - جبکہ اگرچہ آگ اسے نہ (بھی) چھوئے

مَسَّ يَمُسُّ ، مَسًّا : چھونا

نُوۡرٌ عَلٰى نُوۡرٍ - نور پر نور ہے

يَهۡدِى اللّٰهُ لِنُوۡرِهٖ - رہنمائی کرتا ہے اللہ اپنے نور کی طرف

هَدٰى يَهْدِىْ ، هِدَايَةٌ : ہدایت دینا، رہنمائی کرنا

مَنۡ يَّشَآءُ - جسے وہ چاہتا ہے

شَآءَ يَشَآءُ ، مَشِيْٓئَةٌ : چاہنا

وَيَضۡرِبُ اللّٰهُ الۡاَمۡثَالَ لِلنَّاسِ - اور اللہ مثالیں بیان کرتا ہے لوگوں کے لیے

ضَرَبَ يَضْرِبُ ، ضَرْبًا مارنا، بیان کرنا

وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَىۡءٍ عَلِيۡمٌ - اور اللہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِیْهَا مِصْبَاحٌ ؕ اَلْمِصْبَاحُ فِیْ زُجَاجَةٍ ؕ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّیٌّ یُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ
مُّبٰرَكَةٍ زَیْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِیَّةٍ وَّ لَا غَرْبِیَّةٍ ۙ یَّكَادُ زَیْتُهَا یُضِیْٓءُ وَ لَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ؕ نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ ؕ یَهْدِی اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَ یَضْرِبُ اللّٰهُ
الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ ؕ وَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌۙ ﴿۳۵﴾

اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے (کائنات میں) اس کے نور کی مثال ایسی ہے جیسے ایک طاق میں چراغ رکھا ہوا ہو، چراغ ایک فانوس میں ہو، فانوس کا حال یہ ہو کہ جیسے موتی کی طرح چمکتا ہوا تارا، اور وہ چراغ زیتون کے ایک ایسے مبارک درخت کے تیل سے روشن کیا جاتا ہو جو شرقی ہو نہ غربی، جس کا تیل آپ ہی آپ بھڑکا پڑتا ہو چاہے آگ اس کو نہ لگے، (اِس طرح) روشنی پر روشنی (بڑھنے کے تمام اسباب جمع ہو گئے ہوں) اللہ اپنے نور کی طرف جس کی چاہتا ہے رہنمائی فرماتا ہے، وہ لوگوں کو مثالوں سے بات سمجھاتا ہے، وہ ہر چیز سے خوب واقف ہے

Allah is the Light of the heavens and the earth. His Light (in the Universe) may be likened to a niche wherein is a lamp, and the lamp is in the crystal which shines in star-like brilliance. It is lit from (the oil) of a blessed olive tree that is neither eastern nor western. Its oil well nigh glows forth (of itself) though no fire touched it: Light upon Light. Allah guides to His Light whom He wills. Allah sets forth parables to make people understand. Allah knows everything.

محمد اقبال

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ ؕ اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ ؕ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّ لَا غَرْبِيَّةٍ ۙ

آیت نور (آیت 35)

- یہ آیتِ مبارکہ قرآنِ مجید کی نہایت جامع، عمیق اور مشہور تمثیلی آیات میں سے ہے۔
- مفسرین نے اس پر بہت کچھ لکھا ہے۔اس آیت کریمہ پر اب تک 100 مقالے لکھے جا چکے ہیں
- امام غزالی نے آیتِ نور کی صوفیانہ، فلسفیانہ اور روحانی تفسیر پر پوری ایک کتاب "مشکاۃالانوار " لکھی ہے جس میں انھوں نے اس آیت کی گہری معنوی تفسیر کی ہے کہ اللہ کو "نور" کہنے کا کیا مفہوم ہے، مخلوق کا نور اللہ کے نور کے مقابلے میں کیا حیثیت رکھتا ہے، اور انسان کے دل، عقل، ایمان اور معرفت کا نور کیسے پیدا ہوتا ہے؟ (The Niche of Lights)
- شیخ محی الدین ابن عربی نے اپنی مشہور اور مشکل کتاب "فُصوصُ الحِکَم " میں اس آیت کو تجلیاتِ الٰہی کے باب میں مرکزی حیثیت دی۔
- علامہ ابنِ قیمؒ نے لکھا کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ کے نور کا ایسا استعارہ بیان کیا گیا ہے جو پوری مخلوقات میں اس کے ظہور کو سمجھنے کی کلید ہے
- امام رازیؒ نے " تفسیر کبیر " میں "نُورٌ عَلٰی نُورٍ " (نور پر نور) پر مستقل بحث کی اور کہا کہ یہ تین نوروں کے باہمی ضم ہونے کی تصویر ہے: تیل کا نور، آگ کا نور اور شیشے کا نور - تینوں مل کر ایک ایسی روشنی بناتے ہیں جو اپنی اصل میں اللہ کے نور کی طرف اشارہ ہے

اَللّٰهُ نُوۡرُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ؕ مَثَلُ نُوۡرِهٖ كَمِشۡكٰوةٍ فِيۡهَا مِصۡبَاحٌ ؕ اَلۡمِصۡبَاحُ فِىۡ زُجَاجَةٍ ؕ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوۡكَبٌ دُرِّىٌّ يُّوۡقَدُ مِنۡ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيۡتُوۡنَةٍ لَّا شَرۡقِيَّةٍ وَّلَا غَرۡبِيَّةٍ ۙ

آیت نور (آیت 35)

- آیتِ نور کا بیان بنیادی طور پر تمثیلی بیان(Parabolic / Allegorical expression)) ہے، جس میں ایمان، ہدایت اور باطنی نور کو چراغ، طاق، شیشہ، روشن ستارے اور مبارک زیتون کے تیل کی مثال سے سمجھایا گیا ہے۔
- یہ محض سادی سی تشبیہ نہیں ہے کیونکہ اس میں ایک پوری تصویری مثال کے ذریعے غیر محسوس حقیقت، یعنی اللہ کی ہدایت اور مؤمن کے دل کی روشنی، کو محسوس شکل میں پیش کیا گیا ہے؛ اس لیے اسے تشبیہِ تمثیلی (Extended Simile/ Representational Analogy) کہنا زیادہ درست ہے۔
- اس میں استعارہ(Metaphor) کا پہلو بھی موجود ہے، خاص طور پر "نور" کے لفظ میں، جو صرف مادی روشنی نہیں بلکہ **ہدایت، علم، ایمان، بصیرت اور حق کی روشنی** کا جامع مفہوم رکھتا ہے۔ لہٰذا آیتِ نور میں تمثیل، تشبیہ اور استعاراتی اسلوب تینوں جمع ہیں، مگر غالب اسلوب تمثیلی اور علامتی بیان ہے، جس کے ذریعے قرآن ایک بلند روحانی حقیقت کو نہایت مؤثر، دل نشین اور بصری انداز میں ذہن کے قریب کر دیتا ہے۔
- گزشتہ آیات میں اللہ تعالیٰ نے واضح احکام، عبرت آموز مثالیں اور اصلاح کا مکمل راستہ بیان کر دیا، تاکہ لوگ ان سے ہدایت حاصل کریں۔ اس کے بعد آیتِ نور کا آنا بظاہر الگ مضمون محسوس ہوتا ہے، مگر در حقیقت یہ سابقہ احکام ہی سے مربوط ہے۔ یہاں خاص طور پر ان منافقین کو تنبیہ ہے جو اسلام کے دعوے دار ہونے کے باوجود اس کی روشنی سے فائدہ نہیں اٹھا رہے تھے۔ قرآن، رسول اللہ ﷺ کی موجودگی اور اسلام کی بڑھتی ہوئی روشنی ان کے سامنے تھی، مگر وہ اپنی ضد اور تاریکی میں بھٹک رہے تھے۔ اس آیت کا پیغام یہ ہے کہ ہدایت کی روشنی سامنے آجانے کے بعد بھی اس سے محروم رہنا انسان کی سب سے بڑی بدنصیبی ہے۔

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ ؕ اَلْمِصْبَاحُ فِیْ زُجَاجَةٍ ؕ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّیٌّ يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ ۙ

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ

○ اس پر مفسرین نے بہت کچھ لکھا ہے۔ جس کا مختصر خلاصہ یہ ہے کہ " اللہ نورُ السموات والارض " اس کے تین بنیادی معانی (یہ تفسیر امام ابن القیمؒ نے کی ہے اور آپ نے اپنے استاد شیخ الاسلام ابنِ تیمیہؒ امام طبریؒ، اور ابنِ مسعودؓ کے اقوال سے استفادہ کیا)

1. نور بمعنی ہدایت : اللہ آسمانوں اور زمین میں ہدایت کا سرچشمہ ہے۔ یعنی یہاں 'نور' ہدایت کی علامت ہے۔ قرآن و سنت میں اس کی بہت سی دلیلیں موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن کو نور کہتا ہے(قَدْ جَاءَكُم مِّنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُّبِينٌ - يَهْدِي بِهِ اللَّهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهُ سُبُلَ السَّلَامِ وَيُخْرِجُهُم مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ) تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور اور کتابِ مبین آ گئی ہے - اللہ اس کے ذریعے ان لوگوں کو سلامتی کی راہیں دکھاتا ہے جو اس کی رضا کے پیروی کریں اور انہیں اندھیروں سے نکال کر روشنی میں لاتا ہے

اور اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو بھی سِرَاجًا مُّنِيرًا (روشن چراغ) کہا ہے یہ اس بات کا اظہار ہے کہ جس طرح سورج سے مادی دنیا روشن ہوتی ہے، آپ ﷺ کی ذات اور آپ ﷺ کی تعلیمات سے روحانی اور اخلاقی دنیا روشن ہوتی ہے۔ گویا اللہ کے نور کا سب سے روشن اور مکمل مظہر نبی کریم ﷺ کی ذاتِ گرامی ہے

اندھیروں سے نکال کر نور کی طرف لانا - قرآن کا بار بار دہرایا گیا موضوع ہے۔ "اللَّهُ وَلِيُّ الَّذِينَ آمَنُوا يُخْرِجُهُم مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ" (اللہ ایمان والوں کا ولی ہے - وہ انہیں اندھیروں سے نکال کر روشنی میں لاتا ہے)۔

"ظُلُمَات" جمع ہے (اندھیرے) اور "نُور" واحد ہے (روشنی) - یعنی گمراہی کی بہت سی راہیں ہیں مگر ہدایت کی راہ ایک ہی ہے

اَللّٰهُ نُوۡرُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ‌ؕ مَثَلُ نُوۡرِهٖ كَمِشۡكٰوةٍ فِيۡهَا مِصۡبَاحٌ‌ ؕ اَلۡمِصۡبَاحُ فِىۡ زُجَاجَةٍ‌ ؕ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوۡكَبٌ دُرِّىٌّ يُّوۡقَدُ مِنۡ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيۡتُوۡنَةٍ لَّا شَرۡقِيَّةٍ وَّلَا غَرۡبِيَّةٍ ۙ

- اس پہلی تفسیر کی تائید اس آیت کے اختتامی الفاظ سے بھی ہوتی ہے (يَهْدِي اللَّهُ لِنُورِهِ مَن يَشَاءُ)، اللہ اپنے نور کی طرف رہنمائی کرتا ہے جسے چاہتا ہے۔ کیونکہ اگر "نور" سے مراد صرف مادی روشنی ہوتی تو "ہدایت دینے" کا تذکرہ بے محل ہوتا
- ہدایت کا ذکر ہی بتاتا ہے کہ یہ نور دراصل ہدایت ہے جو اللہ جسے چاہے عطا کرتا ہے۔ "مَن يَشَاء" (جسے وہ چاہے) یہاں مشیت الٰہی کا بیان ہے - یعنی یہ ہدایت کسی کا پیدائشی حق نہیں، نسب سے نہیں ملتی، دولت سے نہیں خریدی جا سکتی - یہ اللہ کا خاص فضل ہے جو وہ طلبگاروں اور پاک دل لوگوں کو عطا فرماتا ہے۔
- اس تفسیر کے ضمن میں علامہ ابنِ عاشورؒ نے لکھا ہے کہ اللہ نے یہ نہیں فرمایا کہ "وہ آسمانوں اور زمین کو روشن کرتا ہے" بلکہ فرمایا "وہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے" یعنی نور کا مصدر اور منبع وہ خود ہے، صرف روشن کرنے والا نہیں۔ یہ فرق اہم ہے: مثال کے طور پر ایک استاد "علم دیتا" ہے لیکن علم کا سرچشمہ وہ خود نہیں ہوتا، وہ کہیں سے لے کر دیتا ہے - لیکن اللہ ہدایت کا خود سرچشمہ اور اصل ہے، وہ کسی سے لے کر نہیں دیتا۔ اس لیے "نُورُ السموات والارض" کہنا اس بات کا اعلان ہے کہ ہدایت کا کوئی اور ذریعہ نہیں، کوئی اور سرچشمہ نہیں، صرف اللہ ہے

2. **دوسری تفسیر: اللہ - مادی نور کا خالق** : اس تفسیر کے مطابق "اللہ نورُ السموات والارض" کا معنی ہے کہ اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے جس نے کائنات میں موجود ہر طرح کی مادی اور فزیکل روشنی پیدا کی - سورج، چاند، ستارے، آگ، بجلی اور ہر روشنی کا خالق و منبع وہی ہے۔ گویا "نور" یہاں مجازی معنی میں نہیں بلکہ حقیقی معنی میں ہے - یعنی اللہ نور کا خالق اور سرچشمہ ہے اور کائنات میں جو بھی روشنی ہے وہ اسی کی دی ہوئی ہے۔

اَللّٰہُ نُوۡرُ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ ؕ مَثَلُ نُوۡرِہٖ کَمِشۡکٰوۃٍ فِیۡہَا مِصۡبَاحٌ ؕ اَلۡمِصۡبَاحُ فِیۡ زُجَاجَۃٍ ؕ اَلزُّجَاجَۃُ کَاَنَّہَا کَوۡکَبٌ دُرِّیٌّ یُّوۡقَدُ مِنۡ شَجَرَۃٍ مُّبٰرَکَۃٍ زَیۡتُوۡنَۃٍ لَّا شَرۡقِیَّۃٍ وَّ لَا غَرۡبِیَّۃٍ ۙ

- قرآن کریم نے سورج اور چاند کو روشنی کے بنیادی ذریعے کے طور پر متعدد مقامات پر بیان کیا ہے اور یہ واضح کیا ہے کہ یہ دونوں اللہ کی تخلیق ہیں جو اس کے حکم سے روشنی دے رہے ہیں۔ (هُوَ الَّذِي جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَاءً وَالْقَمَرَ نُورًا)۔ "وَجَعَلَ الْقَمَرَ فِيهِنَّ نُورًا وَجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا" اور اس نے چاند کو آسمانوں میں نور بنایا اور سورج کو چراغ بنایا"۔ "سراج" (چراغ) وہ ہوتا ہے جو خود جلتا اور جلاتا ہے
- تفسیر کا یہ پہلو توحید کے تصور کو مادی کائنات سے جوڑ کر پیش کرتا ہے۔ جب انسان سورج کی روشنی دیکھے، چاند کی چاندنی دیکھے، ستاروں کی جھلملاہٹ دیکھے -تو ذہن فوراً اس خالق کی طرف جائے جس نے یہ سب بنایا۔ یعنی ہر طلوعِ آفتاب دراصل اللہ کی یاد دہانی ہے، ہر روشنی اللہ کے وجود کی گواہ ہے۔ یہ تفسیر اس حقیقت کو واضح کرتی ہے کہ کائنات کا کوئی ذرہ، کوئی کرن، کوئی شعاع اپنے آپ نہیں چمکتی -سب اسی کے دیے ہوئے نور سے روشن ہیں، "نور" کا یہ تصور اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے

3. تیسری تفسیر: اللہ بذاتِ خود نور ہے: یعنی "اللہ نورُ السموات والارض" کو اس کے ظاہری معنی پر رکھا جائے - یعنی اللہ تعالیٰ واقعی اور حقیقی معنوں میں نور ہے، لیکن اس کا نور کیسا ہے، اس کی کیفیت کیا ہے - یہ ہمارے ادراک اور عقل سے ماوراء ہے۔ جس طرح ہم مانتے ہیں کہ اللہ سنتا ہے، دیکھتا ہے، رحم کرتا ہے - لیکن یہ نہیں پوچھتے کہ "کیسے" -اسی طرح یہاں بھی "اللہ نور ہے" کو قبول کرتے ہیں اور کیفیت کی تحقیق میں نہیں پڑتے۔

- اس تفسیر کی سب سے زبردست تائید صحیح مسلم کی اس روایت سے ہوتی ہے جو حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سے مروی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "حِجَابُهُ النُّورُ، لَوْ كَشَفَهُ لَأَحْرَقَتْ سُبُحَاتُ وَجْهِهِ مَا انْتَهَى إِلَيْهِ بَصَرُهُ مِنْ خَلْقِهِ" اللہ کا پردہ نور ہے - اگر وہ اسے ہٹا دے تو اس کے چہرے کی شعاعیں اس کی مخلوق میں سے جہاں تک اس کی نظر پہنچے سب کو جلا کر راکھ کر دیں" اللہ کا نور اس قدر شدید اور عظیم ہے کہ پوری کائنات اسے برداشت نہیں کر سکتی اس لیے اس نے اس پر پردہ ڈال دیا ہے

نور

امام الطبریؒ نے آیت نور کی تین جہتوں میں تشریح کی: (۱) خدا ہدایت دینے والا ہے۔ (۲) خدا کائنات کا منتظم ہے۔ (۳) خدا مومنوں کے دلوں کو منور کرتا ہے۔
انہوں نے مشکاۃ کو انسان کا سینہ، مصباح کو ایمان اور زجاجہ کو دل کی صفائی قرار دیا۔

امام فخر الدین رازیؒ نے "مفاتیح الغیب" میں فرمایا:
نور سے مراد ہدایت اور علم ہے۔ یہ معنوی نور ہے جو عقل اور دل کو روشن کرتا ہے

امام ابنِ کثیرؒ نے استدلال کیا کہ اللہ کا "نور" ہونا ایک ثابت شدہ صفت ہے۔ ان کے نزدیک مشکاۃ سے مراد نبی کریم ﷺ کا سینہ، مصباح سے مراد نبوت کا نور اور زجاجہ سے مراد آپ ﷺ کا قلبِ مبارک ہے۔ ان کے نزدیک یہ تمام تفسیریں ایک دوسرے کی تکمیل کرتی ہیں

امام القرطبیؒ نے "الجامع لاحکام القرآن" میں "نور" کی تفسیر میں تین اقوال جمع کیے: پہلا - ہادی، دوسرا - مُنوِّر (روشن کرنے والا)، تیسرا ذوالنور (نور والا) - یعنی نور کو ایمان اور زندگی کی راہ کی روشنی سے تعبیر کیا

امام زمخشریؒ نے "نور" کو مجازی معنی میں لیا - یعنی "منوِّر" (روشن کرنے والا)۔ ان کے نزدیک اللہ کو "نور" کہنا ایسا ہی ہے جیسے کسی عادل شخص کو "عدل" کہہ دیں- یعنی وہ عدل کا سرچشمہ ہے۔ اللہ وہ ذات ہے جس سے ہر وجود کی روشنی پھوٹتی ہے - مادی بھی اور معنوی بھی

وَمَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ ؕ اَلْمِصْبَاحُ فِىْ زُجَاجَةٍ ؕ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّىٌّ يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ ۙ

مَثَلُ نُورِهِ كَمِشْكَاةٍ (اس کے نور کی مثال ایک طاق جیسی ہے)

- **مِشْکَاۃ - مومن کا سینہ :** مِشکاۃ اس طاق یا چراغ دان کو کہتے ہیں جو دیوار میں بنایا جاتا تھا تاکہ چراغ بلند جگہ پر رہے اور روشنی ہر سمت پھیلے۔ مفسرین نے فرمایا کہ یہ طاق مومن کے سینے کی علامت ہے ۔ جس طرح طاق چراغ کو تھامتا اور بلند رکھتا ہے، اسی طرح مومن کا سینہ اس نور کا ظرف ہے جو اللہ نے اسے عطا کیا۔ اور جس طرح بلند جگہ پر رکھا چراغ پورے گھر کو روشن کرتا ہے، اسی طرح جب دل میں ایمان کا نور ہو تو اس کی روشنی مومن کے پورے ظاہر و باطن میں پھیل جاتی ہے۔
- **زُجاجہ - مومن کا دل:** شیشے کی قندیل مومن کے دل کی تمثیل ہے۔ شیشے کا دوہرا کام ہوتا ہے: چراغ کو ہوا کے جھونکوں سے محفوظ رکھتا ہے اور روشنی کو منتشر ہونے سے بچا کر مرکوز کر دیتا ہے ۔ جس سے چراغ کی تابانی بڑھ جاتی ہے۔ اسی طرح مومن کا دل جب ایمان سے وابستہ ہو جاتا ہے تو شیطانی وسوسے اور خواہشات کے جھونکے اسے بجھا نہیں پاتے، اور ایمان کا نور اس کے اندر مستحکم اور مرکوز رہتا ہے۔ یہی وہ دل ہے جسے قرآن نفسِ مطمئنہ سے تعبیر کرتا ہے ۔ جو ہر حال میں راضی اور پُرسکون رہتا ہے
- شیشے کے بارے میں مزید فرمایا کہ وہ "چمکتے ستارے جیسا" ہے، یعنی شفاف اور صاف ستھرا۔ اگر شیشہ میلا ہو تو روشنی بڑھانے کی بجائے حجاب بن جاتا ہے۔ اسی طرح دل اگر گناہوں اور غفلت کی میل سے آلودہ ہو تو ایمان کا نور اس میں چمک نہیں سکتا ۔ دل کی صفائی اور شفافیت نور کی تابانی کی شرط ہے۔

يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ ۙ يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ؕ نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ ؕ يَهْدِى اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ ؕ وَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيْمٌ ۙ﴿۳۵﴾

يُوقَدُ مِن شَجَرَةٍ مُّبَارَكَةٍ زَيْتُونَةٍ...(چراغ کا ایندھن وہ تیل ہے جو "مبارک زیتون کے درخت" سے نکلتا ہے، نہ مشرقی، نہ مغربی)

- **زیتون کا تیل - قرآن کریم کی علامت:** مفسرین نے فرمایا کہ یہ قرآنِ کریم کی علامت ہے جو کسی خاص زمانے، خطے یا تہذیب سے مقید نہیں بلکہ آسمانی اور آفاقی ہے۔ "لا شرقیۃ ولا غربیۃ" کا یہ پہلو بتاتا ہے کہ قرآن نہ مشرقی فکر کی پیداوار ہے، نہ مغربی - وہ خالص وحیِ الٰہی ہے جو ہر دور اور ہر مقام کے لیے یکساں ہے۔ اور جس طرح بہترین زیتون کا تیل اتنا خالص ہوتا ہے کہ آگ لگنے سے پہلے ہی چمکنے لگتا ہے، اسی طرح قرآن کا نور اس قدر قوی ہے کہ پاک فطرت دل اسے سننے سے پہلے ہی اس کی طرف مائل ہونے لگتا ہے۔
- **نُورٌ عَلىٰ نُور - ملاپ کا لمحہ:** جب قرآن کا نور (تیل) اور مومن کا پاکیزہ دل (شفاف شیشہ) آپس میں ملتے ہیں تو "نُورٌ عَلٰى نُورٍ" کی کیفیت پیدا ہوتی ہے - نور پر نور۔ یعنی اللہ کی طرف سے عطا ہونے والا نورِ ہدایت اور مومن کی فطرتِ سلیمہ جب یکجا ہوتے ہیں تو ایک ایسی روشنی پیدا ہوتی ہے جو ان دونوں کے مجموعے سے بھی بڑھ کر ہوتی ہے۔ یہی وہ مقام ہے جہاں ایمان محض ایک عقیدہ نہیں رہتا بلکہ دل کی گہرائیوں میں اتر کر یقین اور یقین سے بڑھ کر نور بن جاتا ہے۔ (مزید تفصیل اضافی مواد کے حصے میں)
- **يَهْدِي اللَّهُ لِنُورِهِ مَن يَشَاءُ:** اللہ کا یہ نورِ ہدایت پوری کائنات میں پھیلا ہوا ہے، مگر اس سے فیض پانا ہر کسی کے نصیب میں نہیں - یہ اللہ کی اپنی سنت ہے کہ وہ اس نور سے انہی دلوں کو منور فرماتا ہے جو اپنی فطرت کے روغن کو محفوظ رکھتے ہیں۔ جو اپنی فطرت کو زیغ و انحراف سے بگاڑ لیتے ہیں - مشرق یا مغرب کسی ایک طرف جھک جاتے ہیں، نقطۂ وسط سے ہٹ جاتے ہیں - ان کے دل اس روشنی کو قبول کرنے کے قابل نہیں رہتے- لَا شَرْقِيَّةٍ وَلَا غَرْبِيَّةٍ کے الفاظ اسی اعتدال اور استقامت کی طرف اشارہ ہیں

يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ ۙ يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ؕ نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ ؕ يَهْدِى اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ ؕ وَ
اللّٰهُ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيْمٌ ۙ﴿۳۵﴾

يَهْدِي اللَّهُ لِنُورِهِ مَن يَشَاءُ ...

- اس میں یہود و نصاریٰ کی اس نزاع کی طرف لطیف اشارہ بھی ہے جو قبلے کے تعلق سے مشرق و مغرب کے باب میں برپا ہوئی اور جس نے انہیں امتِ وسط کے شرف سے ہمیشہ کے لیے محروم کر دیا۔ اللہ کا اصول یہ ہے کہ جو پہلے سے ملی ہوئی توفیق کی قدر کرے اسے مزید توفیق ملتی ہے اور جو اسے ضائع کرے اس سے فطری ہدایت بھی واپس لے لی جاتی ہے۔ جس طرح اندھے کے لیے دن اور رات برابر ہیں، اسی طرح بے بصیرت انسان کے گرد اللہ کا نور ہر سمت جگمگا رہا ہو تو بھی وہ اسے نہیں دیکھ سکتا۔ اسے حقیقت کا پتہ تبھی چلتا ہے جب اس سے ٹکرا کر اپنی شامت میں گرفتار ہو چکا ہوتا ہے۔
- وَيَضْرِبُ اللَّهُ الْأَمْثَالَ لِلنَّاسِ وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ: اللہ تعالیٰ نے آیت کے اختتام پر فرمایا کہ وہ لوگوں کی تعلیم و تذکیر کے لیے مثالیں بیان فرماتا ہے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ تمثیل وہ کام کرتی ہے جو سیدھی دلیل اور مدلل گفتگو نہیں کر سکتی۔ عقل سے ماورا حقائق جب تمثیل کا لباس پہنتے ہیں تو دل و دماغ میں اس طرح پیوست ہو جاتے ہیں کہ نہ بھولتے ہیں اور نہ ذہن سے اترتے ہیں
- آیتِ نور کی مشکاۃ، زجاجہ اور زیتون کی مثال اسی حکمت کا مظہر ہے۔ پھر آیت کا اختتام "وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ" پر ہوتا ہے۔ اللہ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔ یہ محض ایک اختتامی جملہ نہیں بلکہ پوری آیت کی روح ہے: انسان کی ہدایت کے لیے کون سے حقائق درکار ہیں، کس طرح کے احکام زندگی کو سنوار سکتے ہیں، کائنات کے اسرار و رموز کو سمجھنے کے لیے کس روشنی کی ضرورت ہے یہ سب صرف وہی جانتا ہے جس کا علم ہر چیز کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔ وحی اسی علمِ کامل کا پرتو ہے۔ جب وہ روشنی اترتی ہے تو زندگی کا کوئی گوشہ تاریک نہیں رہتا۔

آیتِ نور

آیتِ نور محض ایک آیت نہیں - یہ پوری کائنات کو سمجھنے کا ایک نقشہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس ایک آیت میں یہ حقیقت واضح کردی کہ اس کائنات میں جو بھی روشنی ہے -چاہے سورج کی ہو، چاند کی ہو، ستاروں کی ہو یا وحی کی اس کا سرچشمہ صرف اور صرف اللہ کی ذات ہے۔ ہر نور اسی کا عطا کردہ ہے، ہر روشنی اسی کی مہربانی کا پرتو ہے۔

آیت کا مرکزی سبق یہ ہے کہ انسان کی اصل ضرورت مادی روشنی نہیں بلکہ نورِ ہدایت ہے - وہ روشنی جو دل کے اندھیروں کو دور کرے، سوچ کو سنوارے اور زندگی کو صحیح سمت دے۔ یہ نور قرآن میں ہے، نبی کریم ﷺ کی سیرت میں ہے اور اس ایمان میں ہے جو دل کی گہرائیوں میں اتر جائے۔ لیکن یہ نور ہر کسی کو نہیں ملتا - یہ اللہ کا خاص فضل ہے جو وہ انہی لوگوں کو عطا فرماتا ہے جو اپنی فطرت کو سالم رکھیں، انحراف اور کج روی سے بچیں اور طلب و خلوص کے ساتھ اس کی طرف رجوع کریں۔ جو اپنی فطرت کو بگاڑ لے، غفلت اور گناہ کی میل سے دل کا شیشہ مکدر کر لے، اس کے لیے نور سامنے ہو تو بھی حجاب بن جاتا ہے

اہل ایمان کے لیے پیغام کہ اپنے دل کو اس نور کا اہل بناؤ- کیونکہ جو دل اس نور سے محروم رہا وہ دنیا میں بھٹکتا رہا اور آخرت میں اندھیروں میں اٹھایا جائے گا، اور جس دل میں یہ نور اتر گیا اس کے لیے "نُورٌ عَلٰی نُورٍ" کا وعدہ ہے-

نور پر نور، رحمت پر رحمت اور ہدایت پر ہدایت

" اللہ نورُ السموات " کیا مراد نہیں لینا چاہیے

اللہ کو مادی روشنی نہ سمجھا جائے "اللہ نور ہے" کا یہ مطلب ہر گز نہیں کہ اللہ کی ذات کسی مادی روشنی - سورج، چاند، آگ یا بجلی - جیسی ہے۔ یہ سب مخلوق ہیں، پیدا ہوتی ہیں اور فنا ہوتی ہیں۔ اللہ کی ذات ہر مخلوق سے بالاتر اور ہر مادی تصور سے ماورا ہے۔

"نور" اللہ کی مکمل تعریف نہیں اللہ کو "نور" کہنا اس کی ذات کو محدود یا مکمل بیان نہیں کرتا۔ وہ صاحبِ علم بھی ہے، صاحبِ قدرت بھی، صاحبِ حکمت بھی - "نور" اس کی لاتعداد صفات میں سے صرف ایک پہلو کا اظہار ہے، پوری ذات کی تعریف نہیں۔ اسے صرف "نور" تک محدود سمجھنا اللہ کی شانِ کمال کے خلاف ہے۔

حلول یا وحدت الوجود مراد نہیں یہ بھی غلط ہو گا کہ "نور" کو محض ایک شاعرانہ استعارہ یا خوبصورت تعبیر سمجھ کر رد کر دیا جائے۔ جس طرح "اللہ سمیع ہے، بصیر ہے" یہ حقیقی صفات ہیں، اسی طرح "نور" بھی اللہ کی ایک حقیقی صفت ہے -فرق صرف یہ ہے کہ اس کی کیفیت ہمارے ادراک سے ماورا ہے۔

تشبیہ اللہ کی ذات کی نہیں، اس کے نور کی ہے آیت میں "مَثَلُ نُورِهِ" (اس کے نور کی مثال) کے الفاظ خود یہ واضح کر دیتے ہیں کہ تشبیہ اللہ کی ذات کی نہیں بلکہ اس کے نور کے اثر اور ظہور کی ہے -یعنی جب یہ نور مومن کے دل میں اترتا ہے تو اس کی کیفیت مشکاۃ کے چراغ جیسی ہوتی ہے۔ اللہ کی ذات خود کسی چراغ یا طاق سے مشابہ نہیں۔

اضافی مواد

Reference Material

نُورٌ عَلىٰ نُورٍ

- "نُورٌ عَلىٰ نُورٍ" (نور پر نور) آیتِ نور کا وہ مرکزی جملہ ہے جو پوری تمثیل کا خلاصہ اور نتیجہ ہے۔ مفسرین نے اس کی متعدد تشریحات کی ہیں اور ہر تشریح ایک نئے پہلو سے ایمان کی روشنی کو واضح کرتی ہے۔ یہ تشریحات باہم متعارض نہیں بلکہ ایک دوسرے کی تکمیل کرتی ہیں - امام رازیؒ نے "مفاتیح الغیب" میں لکھا کہ "نُورٌ عَلىٰ نُورٍ" کا جملہ اگرچہ مختصر ہے لیکن اس میں اتنی معنوی گہرائی ہے کہ اس پر مستقل کتاب لکھی جا سکتی ہے۔ مفسرین کی چند تشریحات

پہلی تشریح: فطرت کا نور + وحی کا نور

- **فطرت کا نور:** اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کو پیدا کرتے وقت ایک فطری روشنی عطا کی ہے جسے قرآن "فِطْرَتَ اللَّهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا" (سورۃ الروم: ۳۰) کہتا ہے۔ یہ فطری نور انسان کو خیر و شر کی ابتدائی تمیز دیتا ہے، کائنات میں کسی خالق کا احساس دلاتا ہے اور سچائی کی طرف فطری جھکاؤ پیدا کرتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "كُلُّ مَوْلُوْدٍ يُوْلَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ" (بخاری و مسلم) ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے۔ یہ فطرت دراصل ایک پیدائشی نور ہے جو ہر انسان کو ملا ہوا ہے

- **وحی کا نور:** جب اس فطری نور پر اللہ کی وحی - قرآن وسنت - کا نور آ کر پڑتا ہے تو "نُورٌ عَلىٰ نُورٍ" کی کیفیت پیدا ہوتی ہے۔ فطرت نے جو ابتدائی جھکاؤ دیا تھا، وحی نے اسے مکمل، واضح اور مستحکم کر دیا۔ امام ابنِ القیمؒ نے "مدارج السالکین" میں لکھا ہے کہ انسان کی فطرت اس تیل کی مانند ہے جو پہلے سے صاف اور خالص ہے - جب اس پر وحی کی آگ آ کر لگتی ہے تو "نُورٌ عَلىٰ نُورٍ" ہو جاتا ہے۔ جو فطرت سالم رکھے اور وحی کو قبول کرے اس کے لیے یہ دوہری روشنی ہے، اور جو فطرت بگاڑ لے اس کے لیے وحی کا نور بھی کام نہیں کرتا۔ یہی وجہ ہے کہ آیت میں "لَا شَرْقِيَّةٍ وَلَا غَرْبِيَّةٍ" کے الفاظ فطرت کی سلامتی کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

نُورٌ عَلیٰ نُورٍ

دوسری تشریح: قرآن کا نور + نبی ﷺ کا نور

- **قرآن کا نور:** اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کو "نور" کہا ہے: اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کو "نور" کہا ہے: "قَدْ جَاءَكُم مِّنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُّبِينٌ" (المائدہ: ۱۵)۔ قرآن وہ روشنی ہے جو حق اور باطل کے درمیان فرق کرتی ہے، زندگی کے ہر مسئلے میں رہنمائی دیتی ہے اور دل کے اندھیروں کو دور کرتی ہے۔ یہ نور آفاقی ہے "لَا شَرْقِيَّةٍ وَلَا غَرْبِيَّةٍ" نہ کسی ایک زمانے کے لیے، نہ کسی ایک قوم کے لیے
- **نبی کریم ﷺ کا نور:** نبی کریم ﷺ کو اللہ نے "سِرَاجًا مُّنِيرًا" (الاحزاب: ۴۶) یعنی روشن چراغ کہا ہے -آپ ﷺ کی ذات قرآن کی عملی تفسیر ہے، قرآن کا نور آپ ﷺ کی سیرت میں عمل کی شکل میں ظاہر ہوا

حضرت عائشہؓ نے فرمایا: "كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآنَ" آپ ﷺ کا اخلاق قرآن تھا (مسلم)۔ یعنی قرآن کا لفظی نور اور نبی ﷺ کا عملی نور جب ایک ساتھ آتے ہیں تو "نُورٌ عَلیٰ نُورٍ" کی تصویر بنتی ہے

امام ابن کثیرؒ نے اپنی تفسیر میں کعب الاحبارؓ کا قول نقل کیا کہ مصباح سے مراد نبوت کا نور اور زجاجہ سے مراد آپ ﷺ کا قلبِ مبارک ہے -یعنی قرآن (نور) اور نبی ﷺ (ظرف) کا ملاپ "نُورٌ عَلیٰ نُورٍ" ہے۔

تیسری تشریح: ایمان کا نور + عمل کا نور

- **ایمان کا نور:** جب کوئی شخص ایمان لاتا ہے تو اللہ اس کے دل میں ایک نور ڈال دیتا ہے۔ سورۃ الحدید (آیت ۲۸) میں ارشاد ہے: "وَيَجْعَل لَّكُمْ نُورًا تَمْشُونَ بِهِ" اور تمہارے لیے ایک نور بنادے جس کے ساتھ تم چلو۔ یہ ایمانی نور دل کو سکون دیتا ہے، یقین پیدا کرتا ہے اور ہر فیصلے میں رہنمائی کرتا ہے۔

نُورٌ عَلىٰ نُورٍ

- ... حضرت ابنِ مسعودؓ کا قول ہے: "إِنَّ الْعِلْمَ لَيْسَ بِكَثْرَةِ الرِّوَايَةِ، وَلَكِنَّ الْعِلْمَ نُورٌ يَقْذِفُهُ اللَّهُ فِي الْقَلْبِ" علم روایات کی کثرت کا نام نہیں بلکہ وہ نور ہے جو اللہ دل میں ڈالتا ہے
- عمل کا نور: ایمان اکیلا نہیں رہتا - وہ عمل کو جنم دیتا ہے، اور عمل ایمان کی روشنی کو بڑھاتا ہے۔ سورۃ البقرہ (آیت ۲۵۷) میں ہے کہ اللہ مومنوں کو "الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ" میں لاتا ہے، اور یہ سفر ایمان سے شروع ہو کر عمل سے مکمل ہوتا ہے۔ جس طرح تیل اکیلا روشنی نہیں دیتا - اسے آگ چاہیے - اسی طرح ایمان کا نور عمل کی آگ سے مکمل ہوتا ہے اور "نُورٌ عَلىٰ نُورٍ" بنتا ہے۔ امام غزالیؒ نے "احیاء علوم الدین" میں لکھا ہے کہ ہر نیک عمل دل میں روشنی کا ایک ذرہ اضافہ کرتا ہے اور ہر گناہ ایک ذرہ اندھیرا ڈالتا ہے - یہاں تک کہ دل یا تو "نُورٌ عَلىٰ نُورٍ" بن جاتا ہے یا "ظُلُمَاتٌ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ"

چوتھی تشریح: تین نوروں کا ضم (امام رازیؒ کی خاص تشریح)

- امام فخر الدین رازیؒ نے اپنی تفسیر "مفاتیح الغیب" میں آیت کے عناصر کو تین نوروں کے طور پر تجزیہ کیا: تیل کا نور (فطرتِ سلیمہ)، آگ کا نور (وحی و ہدایت)، اور شیشے کا نور (دل کی صفائی اور شفافیت)۔ جب یہ تینوں نور ایک جگہ جمع ہوتے ہیں تو "نُورٌ عَلىٰ نُورٍ" کا مقام آتا ہے جو انفرادی نوروں کے مجموعے سے بھی بڑھ کر ہوتا ہے۔ امام رازیؒ کے نزدیک یہی وجہ ہے کہ "نُورٌ عَلىٰ نُورٍ" کو "نُورَانِ" (دو نور) نہیں کہا بلکہ "نُورٌ عَلىٰ نُورٍ" کہا - یعنی نور کا نور پر آنا، ایک دوسرے کو بڑھانا اور ضم ہو کر کچھ نیا بنانا۔

نُورٌ عَلیٰ نُورٍ

پانچویں تشریح: دنیا کا نور + آخرت کا نور

- ابنِ عاشورؒ نے "التحریر والتنویر" میں ایک اور پہلو بیان کیا - "نُورٌ عَلیٰ نُورٍ" سے مراد یہ بھی ہو سکتا ہے کہ دنیا میں ایمان کا نور ہے اور آخرت میں اللہ کے دیدار اور جنت کا نور۔ سورۃ الحدید (آیت ۱۲) میں ہے: "یَسْعَیٰ نُورُهُم بَیْنَ أَیْدِیهِمْ وَبِأَیْمَانِهِم" قیامت کے دن مومنوں کا نور ان کے آگے اور دائیں طرف دوڑ رہا ہو گا۔ یعنی دنیا کا ایمانی نور آخرت کے نور میں تبدیل ہو جائے گا - "نُورٌ عَلیٰ نُورٍ"۔
- یہ تمام تشریحات ایک ہی حقیقت کو مختلف زاویوں سے دیکھتی ہیں: جب اللہ کی عطا (نور) اور بندے کی قبولیت (نور) ایک جگہ ملتے ہیں تو ایک ایسی روشنی پیدا ہوتی ہے جو نہ صرف راستہ دکھاتی ہے بلکہ خود روشنی کا سرچشمہ بن جاتی ہے - اور یہی "نُورٌ عَلیٰ نُورٍ" کی حقیقت ہے۔

نور کی دعائیں

○ **تہجد میں پڑھی جانے والی دعا:** یہ دعا نبی کریم ﷺ رات کو تہجد کے لیے کھڑے ہوتے وقت پڑھتے تھے:

اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ، أَنْتَ نُورُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ، وَلَكَ الْحَمْدُ، أَنْتَ قَيِّمُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ، وَلَكَ الْحَمْدُ، أَنْتَ الْحَقُّ، وَوَعْدُكَ الْحَقُّ، وَقَوْلُكَ الْحَقُّ، وَلِقَاؤُكَ الْحَقُّ، وَالْجَنَّةُ حَقٌّ، وَالنَّارُ حَقٌّ، وَالنَّبِيُّونَ حَقٌّ، وَمُحَمَّدٌ حَقٌّ، وَالسَّاعَةُ حَقٌّ، اللَّهُمَّ لَكَ أَسْلَمْتُ، وَبِكَ آمَنْتُ، وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ، وَإِلَيْكَ أَنَبْتُ، وَبِكَ خَاصَمْتُ، وَإِلَيْكَ حَاكَمْتُ، فَاغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ، وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ، أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ، لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ" (صحیح بخاری (کتاب التہجد، حدیث نمبر ۱۱۲۰، صحیح مسلم کتاب صلاۃ المسافرین، حدیث نمبر ۷۶۹)

"اے اللہ! تمام تعریفیں تیرے لیے ہیں، تو آسمانوں اور زمین کا اور جو ان میں ہیں سب کا نور ہے۔ اور تمام تعریفیں تیرے لیے ہیں، تو آسمانوں اور زمین کا اور جو ان میں ہیں سب کا نگہبان و قائم رکھنے والا ہے۔ اور تمام تعریفیں تیرے لیے ہیں، تو حق ہے، تیرا وعدہ حق ہے، تیرا قول حق ہے، تیری ملاقات حق ہے، جنت حق ہے، دوزخ حق ہے، انبیاء حق ہیں، محمد ﷺ حق ہیں، اور قیامت حق ہے۔ اے اللہ! میں نے تیرے سامنے سر تسلیم خم کیا، تجھ پر ایمان لایا، تجھ پر بھروسہ کیا، تیری طرف رجوع کیا، تیری مدد سے جھگڑا کیا اور تجھے ہی حکم مانا۔ پس میری اگلی پچھلی، چھپی اور ظاہر سب خطاؤں کو معاف فرما دے۔ تو ہی آگے کرنے والا ہے اور تو ہی پیچھے کرنے والا ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔"

آیت نور میں اللہ تعالیٰ کو آسمانوں اور زمین کا نور قرار دیا گیا ہے، یعنی ہدایت، بصیرت، زندگی اور حقیقت کی اصل روشنی اسی کی طرف سے ہے۔ اسی مضمون کی معنوی جھلک نبی کریم ﷺ کی اس دعا میں نظر آتی ہے: "أنتَ نورُ السماواتِ والأرض" گویا بندہ اللہ کے سامنے اعتراف کرتا ہے کہ کائنات کی ظاہری و باطنی روشنی، دلوں کی ہدایت، عقل کی بصیرت اور ایمان کی زندگی سب اسی کے نور سے قائم ہے۔ اس لیے آیتِ نور صرف ایک عقیدے کا بیان نہیں، بلکہ بندے کو اس نورِ الٰہی کی طلب، قدر اور اطاعت کی طرف متوجہ کرتی ہے۔

نُور کی دعائیں

- **دل، زبان، آنکھ، کان اور اطراف میں نور کی جامع دعا:**

اللَّهُمَّ اجْعَلْ فِي قَلْبِي نُورًا، وَفِي لِسَانِي نُورًا، وَفِي بَصَرِي نُورًا، وَفِي سَمْعِي نُورًا، وَعَنْ يَمِينِي نُورًا، وَعَنْ يَسَارِي نُورًا، وَمِنْ فَوْقِي نُورًا، وَمِنْ تَحْتِي نُورًا، وَمِنْ أَمَامِي نُورًا، وَمِنْ خَلْفِي نُورًا، وَاجْعَلْ لِي نُورًا." (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

اے اللہ! میرے دل میں نور پیدا فرما، میری زبان میں نور، میری نظر میں نور، میری سماعت میں نور، میرے دائیں نور، میرے بائیں نور، میرے اوپر نور، میرے نیچے نور، میرے آگے نور، میرے پیچھے نور، اور میرے لیے نور بنا دے۔

نبی کریم ﷺ کی یہ دعا اور اس کا مضمون بندے کی عملی زندگی سے جوڑ دیتی ہے۔ اس میں بندہ اللہ تعالیٰ سے صرف ظاہری روشنی نہیں مانگتا، بلکہ دل کی ہدایت، زبان کی پاکیزگی، آنکھ کی بصیرت، کان کی حق شناسی، اور زندگی کے ہر رخ میں نور طلب کرتا ہے۔ گویا یہ دعا انسان کو سکھاتی ہے کہ اللہ کا نور صرف عقیدے کا تصور نہیں، بلکہ سوچ، گفتار، سماعت، نگاہ، عمل اور راستے - سب کو روشن کرنے والی ہدایت ہے۔

- **اتمام نور کی قرآنی دعا:**

رَبَّنَا أَتْمِمْ لَنَا نُورَنَا وَاغْفِرْ لَنَا، إِنَّكَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ (سورۃ التحریم، آیت 8)

اے ہمارے رب! ہمارے لیے ہمارا نور مکمل فرما دے، اور ہماری مغفرت فرما، بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے۔

قرآن میں "نور" کا استعمال

1. اللہ کے لیے "نور"

اللہ تعالیٰ نے خود کو "نور" کہا ہے - یہ قرآن کا سب سے اعلیٰ اور بنیادی استعمال ہے جس سے باقی تمام انوار کا سلسلہ شروع ہوتا ہے-(اللَّهُ نُورُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ) اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے۔ (النور: ۳۵) یہ آیت تمام قرآنی انوار کی اصل اور جڑ ہے۔ باقی تمام انوار - قرآن کا نور، نبی ﷺ کا نور، ایمان کا نور - سب اسی مرکزی نور سے پھوٹتے ہیں۔ جس طرح سورج روشنی کا منبع ہے اور چاند، ستارے اور آئینے اسی سے روشن ہوتے ہیں - اسی طرح اللہ کا نور اصل ہے اور باقی سب اس کے مظاہر ہیں

2. قرآن کے لیے "نور"

قَدْ جَاءَكُم مِّنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُّبِينٌ، بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور اور روشن کتاب آ گئی ہے (المائدہ: ۱۵) (وَكَذَٰلِكَ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ رُوحًا مِّنْ أَمْرِنَا ۚ وَلَٰكِن جَعَلْنَاهُ نُورًا نَّهْدِي بِهِ مَن نَّشَاءُ)"اور اسی طرح ہم نے آپ کی طرف اپنے حکم سے ایک روح وحی کی - ہم نے اسے نور بنا دیا جس سے ہم جسے چاہیں ہدایت دیتے ہیں۔ (الشوریٰ: ۵۲) (وَأَنزَلْنَا إِلَيْكُمْ نُورًا مُّبِينًا) اور ہم نے تمہاری طرف روشن نور نازل کیا (النساء: ۱۷۴) قرآن کو "نور" کہنے کا مطلب یہ ہے کہ یہ کتاب محض الفاظ کا مجموعہ نہیں - یہ روشنی ہے جو حق و باطل کے درمیان فرق کرتی ہے، زندگی کے اندھیروں میں راستہ دکھاتی ہے اور دل کو منور کرتی ہے

3. نبی کریم ﷺ کے لیے "نور"

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا (٤٥) وَدَاعِيًا إِلَى اللَّهِ بِإِذْنِهِ وَسِرَاجًا مُّنِيرًا- اے نبی! ہم نے آپ کو گواہ، بشارت دینے والا، ڈرانے والا، اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلانے والا اور روشن چراغ بنا کر بھیجا ہے- (الاحزاب: ۴۶-۴۵)

قرآن میں "نور" کا استعمال

- (قَدْ جَاءَكُم مِّنَ اللَّهِ نُورٌ) بعض مفسرین نے اس آیت (المائدہ: ١٥) میں "نور" سے مراد نبی کریم ﷺ کی ذاتِ گرامی لی ہے اور "کتاب مبین" سے مراد قرآن۔ یہاں نبی ﷺ کو "سراج" (چراغ) کہا گیا نہ کہ "شمس" (سورج) - کیونکہ سورج کی روشنی بعض اوقات آنکھوں کو چندھیا دیتی ہے، جبکہ چراغ کی روشنی گرم، قریب اور رہنما ہوتی ہے۔ آپ ﷺ کی ذات امت کے لیے ایسی ہی ہے - قریب، مہربان اور ہر اندھیرے میں رہنما۔

4. توریت اور انجیل کے لیے "نور"

إِنَّا أَنزَلْنَا التَّوْرَاةَ فِيهَا هُدًى وَنُورٌ- بے شک ہم نے توریت نازل کی جس میں ہدایت اور نور تھا۔(المائدہ: ٤٤)

وَآتَيْنَاهُ الْإِنجِيلَ فِيهِ هُدًى وَنُورٌ- اور ہم نے اسے انجیل عطا کی جس میں ہدایت اور نور تھا۔(المائدہ: ٤٦)

یہ آیات بتاتی ہیں کہ تمام آسمانی کتابیں اپنے اصل میں نور تھیں - نور کا یہ سلسلہ صرف قرآن سے شروع نہیں ہوا بلکہ یہ اللہ کی ہر وحی کی بنیادی خصوصیت ہے۔

5. ایمان کے لیے "نور"

اللَّهُ وَلِيُّ الَّذِينَ آمَنُوا يُخْرِجُهُم مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ اللہ ایمان والوں کا ولی ہے - وہ انہیں اندھیروں سے نکال کر روشنی میں لاتا ہے (البقرہ: ٢٥٧) (أَوَمَن كَانَ مَيْتًا فَأَحْيَيْنَاهُ وَجَعَلْنَا لَهُ نُورًا يَمْشِي بِهِ فِي النَّاسِ) کیا وہ شخص جو مردہ تھا پھر ہم نے اسے زندہ کیا اور اس کے لیے ایک نور بنا دیا جس سے وہ لوگوں میں چلتا ہے۔ (الانعام: ١٢٢) یہ آیت بہت اہم ہے - ایمان سے پہلے انسان "مردہ" ہے اور ایمان کے بعد "زندہ" اور "نور والا"۔ ایمان محض عقیدے کا نام نہیں - یہ ایک نئی زندگی اور ایک نئی روشنی ہے

قرآن میں "نور" کا استعمال

6. آخرت میں مومنین کے لیے "نور"

يَسْعَىٰ نُورُهُم بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَ بِأَيْمَانِهِم - ان کا نور ان کے آگے اور دائیں طرف دوڑ رہا ہو گا۔(الحدید : ۱۲)

يَوْمَ يَقُولُ الْمُنَافِقُونَ وَالْمُنَافِقَاتُ لِلَّذِينَ آمَنُوا انظُرُونَا نَقْتَبِسْ مِن نُّورِكُمْ - اس دن منافق مرد اور عورتیں مومنوں سے کہیں گے: ہمارا انتظار کرو، ہم تمہارے نور سے کچھ روشنی لیں۔(الحدید : ۱۳)

دنیا میں ایمان کا نور آخرت میں قیامت کے دن مومن کے ساتھ چلے گا - یہ نور دنیا میں کمایا جاتا ہے اور آخرت میں کام آتا ہے۔

7. منافقین اور نور کا بجھنا

مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِي اسْتَوْقَدَ نَارًا فَلَمَّا أَضَاءَتْ مَا حَوْلَهُ ذَهَبَ اللَّهُ بِنُورِهِمْ وَتَرَكَهُمْ فِي ظُلُمَاتٍ لَّا يُبْصِرُونَ
ان کی مثال اس شخص جیسی ہے جس نے آگ جلائی - پھر جب اس نے ارد گرد روشن کر دیا تو اللہ نے ان کا نور لے لیا اور انہیں اندھیروں میں چھوڑ دیا جہاں وہ کچھ نہیں دیکھ سکتے۔ (البقرہ: ۱۷)

یہ آیت بتاتی ہے کہ نور آتا بھی ہے اور جاتا بھی ہے - جو اس کی قدر نہ کرے اللہ اسے واپس لے لیتا ہے۔

دل کو نور کا اہل بنانا- عملی رہنمائی اور اطلاق

دل کی اہمیت

- آیتِ نور اور نور سے متعلق مسنون دعاؤں سے معلوم ہوتا ہے کہ اصل روشنی صرف آنکھوں کی روشنی نہیں، بلکہ دل کی بصیرت، عقل کی پاکیزگی، نیت کی درستی اور عمل کی صالحیت ہے۔ جب دل اللہ کی معرفت، ایمان، ذکر، تقویٰ اور اطاعت سے روشن ہوتا ہے تو انسان حق کو پہچاننے، خیر کو اختیار کرنے اور باطل سے بچنے کی صلاحیت پاتا ہے۔ اس کے برعکس گناہ، غفلت، تکبر، حسد، بدنگاہی اور دنیا پرستی دل کو مکدر کر دیتے ہیں، یہاں تک کہ انسان حق سن کر بھی متاثر نہیں ہوتا۔
- آیتِ نور میں زجاجہ (شیشے) کو "كَأَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ" (موتی جیسا چمکتا ستارہ) کہا گیا - یعنی شیشہ اتنا شفاف ہو کہ خود بھی چمکے۔ لیکن ساتھ ہی اشارہ ہے کہ اگر شیشہ میلا ہو تو نور بڑھانے کی بجائے حجاب بن جاتا ہے۔ دل بھی ایسا ہی ہے - اس کی شفافیت نور کی شرط ہے۔ امام غزالیؒ نے "احیاء علوم الدین" میں لکھا ہے کہ دل ایک آئینے کی مانند ہے - جب صاف ہو تو اللہ کے نور کو منعکس کرتا ہے، جب زنگ آلود ہو تو نور اس میں ٹھہر نہیں سکتا۔
- دل انسان کی روحانی اور اخلاقی حالت کا مرکز ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "بے شک جسم میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے، اگر وہ صحیح ہو تو پورا جسم صحیح ہوگا اور اگر وہ خراب ہو تو پورا جسم خراب ہوگا۔ خبردار! وہ دل ہے" (صحیح بخاری و مسلم)
- اللہ تعالیٰ شکلوں اور اموال کو نہیں دیکھتا، بلکہ دلوں اور اعمال کو دیکھتا ہے (صحیح مسلم)۔
- اسی لیے دل کی اصلاح اور تطہیر دینی زندگی میں بنیادی اہمیت کی حامل ہے۔

دل کو مکدر کرنے والے اعمال

1. گناہ اور معصیت - دل پر زنگ

دل کو سب سے زیادہ تاریک کرنے والی چیز گناہ اور اس پر اصرار ہے۔ ایک غلطی انسان سے ہو سکتی ہے، لیکن جب انسان توبہ کے بجائے گناہ کو معمول بنا لے تو دل پر غفلت کی تہیں جمنا شروع ہو جاتی ہیں۔ قرآن نے ایسے دلوں کو بیمار، سخت اور غافل دل کہا ہے

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: إِنَّ الْمُؤْمِنَ إِذَا أَذْنَبَ كَانَتْ نُكْتَةٌ سَوْدَاءُ فِي قَلْبِهِ فَإِنْ تَابَ وَ نَزَعَ وَ اِسْتَغْفَرَ صُقِلَ قَلْبُهُ مِنْهُ وَ إِنْ زَادَ زَادَتْ فَذَلِكَ الرَّيْنُ الَّذِي ذَكَرَهُ اللَّهُ فِي كِتَابِهِ كَلاَّ بَلْ رَانَ عَلَى قُلُوبِهِمْ مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ

بندہ جب کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے دل میں ایک سیاہ نکتہ پڑ جاتا ہے، پھر جب وہ گناہ کو چھوڑ دیتا ہے اور استغفار اور توبہ کرتا ہے تو اس کے دل کی صفائی ہو جاتی ہے (سیاہ دھبہ مٹ جاتا ہے) اور اگر وہ گناہ دوبارہ کرتا ہے تو سیاہ نکتہ مزید پھیل جاتا ہے یہاں تک کہ پورے دل پر چھا جاتا ہے، اور یہی وہ "ران" ہے جس کا ذکر اللہ نے اس آیت (كلا بل ران على قلوبهم ما كانوا يكسبون) یوں نہیں بلکہ ان کے دلوں پر ان کے اعمال کی وجہ سے زنگ (چڑھ گیا ہے (سنن ترمذي - حدیث نمبر: 3334)

2. غفلت - نور کا سب سے بڑا دشمن

قرآن کریم نے غافل دل کو بار بار ملامت کی ہے: (وَلَا تُطِعْ مَنْ أَغْفَلْنَا قَلْبَهُ عَن ذِكْرِنَا) (الکہف: ۲۸) "اس شخص کی اطاعت نہ کرو جس کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا۔" غفلت دھیرے دھیرے آتی ہے- دنیا کی مصروفیات، بے مقصد وقت گزاری، ذکرِ الٰہی سے دوری- دنیا کی ضرورتیں جائز ہیں، مگر جب دنیا ہی مقصد بن جائے، آخرت بھول جائے، نماز بوجھ لگنے لگے اور قرآن سے تعلق کمزور ہو جائے تو دل آہستہ آہستہ اندھیرا ہونے لگتا ہے

دل کو نور کا اہل بنانا- عملی رہنمائی اور اطلاق

دل کو مکدر کرنے والے اعمال

3. دنیا کی محبت - دل کا بوجھ

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: حُبُّ الدُّنْيَا رَأْسُ كُلِّ خَطِيئَةٍ "دنیا کی محبت ہر خطا کی جڑ ہے۔" (بیہقی)

جب دل دنیا کی محبت سے بھر جاتا ہے تو آخرت اور اللہ کی یاد کے لیے جگہ نہیں بچتی اور جہاں اللہ کی یاد نہ ہو وہاں نور نہیں ٹھہرتا

4. تکبر اور خود پسندی - نور کی ضد

امام ابنِ القیمؒ نے لکھا ہے کہ تکبر اور نور ایک دل میں جمع نہیں ہو سکتے (مدارج السالکین) کیونکہ نور اللہ کی طرف سے آتا ہے اور تکبر انسان کے نفس کی طرف سے جو اسے اپنی طرف کھینچتا ہے۔ جو شخص خود کو بڑا سمجھے وہ اللہ کے نور کو قبول کرنے کی صلاحیت کھو دیتا ہے۔

5. حسد، بغض اور کینہ

حسد، بغض اور کینہ دل کے آئینے پر وہ گرد ہیں جو انسان کو خیر خواہی، معافی اور اخلاص کے نور سے محروم کر دیتے ہیں۔ جب دل دوسروں کی نعمت پر جلنے، بدلہ رکھنے یا نفرت پالنے لگتا ہے تو اس کی صفائی ختم ہو جاتی ہے، اور ایسا دل اللہ کے نور، سکون اور ہدایت کو پوری طرح قبول نہیں کر پاتا

دل کو مکدر کرنے والے اعمال

6. حرام (نظر، کان اور رزق) - نور کا دروازہ بند کرنا

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: إِنَّ النَّظْرَةَ سَهْمٌ مِنْ سِهَامِ إِبْلِيسَ مَسْمُومٌ، مَنْ تَرَكَهَا من مَخَافَتِي أَبْدَلْتُهُ إِيمَانًا يَجِدُ حَلاوَتَهُ فِي قَلْبِهِ " نظر ابلیس کے تیروں میں سے ایک تیر ہے جو شخص میرے خوف کی وجہ سے اسے چھوڑ دے گا، تو میں اس کے بدلے اسے ایسا ایمان عطا کروں گا جس کی مٹھاس وہ اپنے دل میں محسوس کرے گا " (رواہ الحاکم، والطبرانی)

آیتِ نور میں "يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ" (نظر نیچی رکھیں) کا حکم اسی لیے آیا، کیونکہ حرام نگاہ دل میں وہ تصویریں چھوڑتی ہے جو نور کو دھندلا کر دیتی ہیں۔ اسی طرح غیبت، جھوٹ اور فضول کلام کان سے دل تک پہنچ کر اسے میلا کرتے ہیں۔

اسی طرح حرام یا مشتبہ مال اور ذرائع آمدن سے عبادت کا اثر کم ہوتا ہے، لقمۂ حرام سے دل میں غفلت، سختی اور بے برکتی پیدا ہوتی ہے۔ ایسا رزق عبادت کے ذوق، دعا کی قبولیت اور نیکی کی طرف رغبت میں رکاوٹ بن جاتا ہے، یہاں تک کہ دل کا آئینہ مکدر ہو کر اللہ کے نور اور ہدایت کو پوری صفائی سے قبول نہیں کر پاتا۔

دل کو نور کا اہل بنانا- عملی رہنمائی اور اطلاق

دل کو شفاف اور نورانی بنانے والے اعمال

1. ایمان کی تجدید اور اخلاص

دل کو نورانی بنانے کا پہلا ذریعہ ایمان کی تجدید اور اخلاص ہے۔ انسان بار بار اپنے دل سے پوچھے، میں یہ کام کس کے لیے کر رہا ہوں؟ اللہ کی رضا کے بچاتی ہے، اور سماعت کی حفاظت دل کو لغو، فحش اور با لیے یا لوگوں کی تعریف کے لیے؟ جب نیت خالص ہو جاتی ہے تو عمل چھوٹا بھی ہو تو اللہ کے ہاں قیمتی بن جاتا ہے۔ اخلاص دل سے ریا، خود نمائی اور شہرت کی خواہش کو کم کرتا ہے، اور یہی صفائی دل کو نورِ ایمان قبول کرنے کے قابل بناتی ہے۔ حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں: "جو عمل اللہ کے لیے ہو، وہ دل میں نور پیدا کرتا ہے، اور جو دکھاوے کے لیے ہو وہ دل کو اندھیرا کر دیتا ہے "

امام غزالیؒ نے لکھا ہے کہ ریا (دکھاوا) دل کے نور کو بالکل بجھا دیتی ہے - کیونکہ نور اللہ کی طرف سے آتا ہے اور جو شخص اللہ کی بجائے لوگوں کی طرف متوجہ ہو وہ اس نور کا راستہ بند کر لیتا ہے۔ خالص نیت، صرف اللہ کے لیے عمل یہ دل میں نور کی بنیاد ہے

2. نگاہ، زبان اور سماعت کی حفاظت - دل کے نور کی حفاظت

نگاہ، زبان اور سماعت دل کے دروازے ہیں؛ جو کچھ انسان دیکھتا، سنتا اور بولتا ہے وہ آہستہ آہستہ دل پر اثر ڈالتا ہے۔ بد نگاہی دل میں خواہشات اور غفلت کا اندھیرا پیدا کرتی ہے، جبکہ غضِّ بصر دل کو پاکیزگی اور حیا کا نور عطا کرتا ہے۔ اسی طرح زبان کی حفاظت انسان کو جھوٹ، غیبت، طنز اور دل آزاری سے طل باتوں کے اثرات سے محفوظ رکھتی ہے۔ جب یہ تینوں دروازے پاک رہتے ہیں تو دل کا آئینہ صاف رہتا ہے، اور وہ اللہ کے نور، ہدایت اور تقویٰ کو قبول کرنے کے قابل بن جاتا ہے

دل کو شفاف اور نورانی بنانے والے اعمال

3. قرآن سے تعلق

قرآن خود اللہ کا نازل کردہ نور ہے جو انسان کی فکر، نیت، عمل اور راستے کو روشن کرتا ہے۔ جب انسان قرآن کی تلاوت، تدبر اور عمل کو اپنی زندگی کا حصہ بناتا ہے تو دل کی تاریکیاں چھٹنے لگتی ہیں اور ہدایت کا چراغ روشن ہوتا ہے۔ پھر ایمان کا نور اور قرآن کا نور مل کر انسان کے باطن میں "نورٌ علیٰ نور" کی کیفیت پیدا کرتے ہیں، یعنی روشنی پر روشنی، ہدایت پر مزید ہدایت۔

4. کثرتِ ذکر

ذکرِ الٰہی دل کی صفائی کا سب سے مؤثر ذریعہ ہے، دل اللہ کے ذکر سے زندہ رہتا ہے۔ جب زبان اور دل اللہ کی یاد سے آباد رہتے ہیں تو دل میں سکون، خشیت اور تقویٰ پیدا ہوتا ہے۔ مسلسل ذکر دل کے آئینے سے زنگ اتارتا ہے، اور اسے اللہ کے نور، ہدایت اور معرفت کو قبول کرنے کے قابل بناتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ" خبردار! دلوں کو سکون صرف اللہ کے ذکر سے ملتا ہے" (الرعد: 28)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "لِكُلِّ شَيْءٍ صِقَالَةٌ وَصِقَالَةُ الْقُلُوبِ ذِكْرُ اللّٰهِ" — "ہر چیز کی صیقل (صفائی کرنے والا آلہ) ہوتا ہے اور دلوں کی صفائی (اور چمک) اللہ کا ذکر ہے۔" (بیہقی) جس طرح زنگ آلود آئینے کو پالش سے صاف کیا جاتا ہے، دل کی پالش ذکر سے ہوتی ہے

" سبحان اللہ، الحمد للہ، لا الٰہ الا اللہ، اللہ اکبر، استغفر اللہ " جیسے اذکار دل کو غفلت سے نکالتے ہیں۔

ذکر کا اصل مقصد صرف زبان چلانا نہیں، بلکہ دل کو اللہ کی یاد میں حاضر کرنا ہے۔

دل کو شفاف اور نورانی بنانے والے اعمال

5. توبہ واستغفار

توبہ واستغفار دل کو صاف اور نورانی بنانے کا مؤثر ذریعہ ہے، کیونکہ گناہ دل پر سیاہی اور زنگ پیدا کرتے ہیں، جبکہ سچی توبہ اس زنگ کو دھو دیتی ہے۔ جب انسان ندامت کے ساتھ اللہ کی طرف پلٹتا ہے اور بار بار استغفار کرتا ہے تو دل میں عاجزی، خشیت اور اصلاح کی رغبت پیدا ہوتی ہے۔ یوں دل گناہوں کے بوجھ سے ہلکا ہو کر اللہ کے نور، رحمت اور ہدایت کو قبول کرنے کے قابل بن جاتا ہے۔

6. نماز

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "الصَّلَاةُ نُورٌ" نماز نور ہے۔ (مسلم)۔ نماز دل کو نور کا حامل بناتی ہے، کیونکہ یہ بندے کو دن میں بار بار اللہ کے حضور کھڑا کر کے غفلت، تکبر اور گناہ کے میل کو دھوتی ہے۔ خاص طور پر نمازِ تہجد تنہائی میں اللہ سے تعلق، عاجزی اور اخلاص کو گہرا کرتی ہے؛ اسی لیے رسول اللہ ﷺ تہجد میں نور کی دعا مانگتے تھے: "اے اللہ! میرے دل میں نور، میری زبان میں نور، میری سماعت و بصارت میں نور، اور میرے آگے پیچھے نور فرما۔" گویا تہجد کی نماز دل کو بیدار کرتی ہے، اور دعائے نور اس بیدار دل کو اللہ کے نور، ہدایت اور قرب کا طلبگار بنا دیتی ہے۔ رات کی تاریکی میں اللہ سے ہم کلام ہونا دل میں وہ نور بھرتا ہے جو دن میں ظاہر ہوتا ہے۔

دل کو شفاف اور نورانی بنانے والے اعمال

7. صحبتِ صالحین - نور کی منتقلی

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "الْمَرْءُ عَلَىٰ دِينِ خَلِيلِهِ" یعنی انسان اپنے دوست کے دین اور مزاج سے متاثر ہوتا ہے۔ نیک لوگوں کی صحبت دل کے لیے نور کی مانند ہے۔ان کے اخلاق، ذکر، تقویٰ، خیر خواہی اور اللہ سے تعلق کو دیکھ کر دل میں بھی نیکی کی رغبت پیدا ہوتی ہے

جس طرح ایک روشن چراغ سے دوسرا چراغ جل اٹھتا ہے، اسی طرح اہلِ ایمان کی مجلس انسان کے دل میں ایمان، اخلاص اور عمل کا نور بیدار کرتی ہے۔اس کے برعکس بری صحبت دل کو غفلت، گناہ اور بے حسی کے اندھیروں میں لے جاتی ہے، جو آہستہ آہستہ دل پر پختہ اثر چھوڑ دیتے ہیں۔

8. حلال رزق اور پاکیزہ معاشرت - دل کی شفافیت کا ذریعہ

حلال کمائی، سچائی، امانت، وعدے کی پابندی، لوگوں کے حقوق کی ادائیگی اور ظلم سے بچنا دل کو شفاف بناتے ہیں۔ جو رزق پاک ہو اور جس معاشرت میں دیانت، عدل، حسنِ اخلاق اور خیر خواہی ہو، وہاں دل میں سکون، برکت اور نور پیدا ہوتا ہے۔ دل کا نور صرف مسجد میں نہیں بنتا؛ بازار میں دیانت داری، گھر میں حسنِ سلوک، دفتر میں ذمہ داری، اور تعلقات میں انصاف بھی دل کو نورانی بناتے ہیں۔اس کے برعکس حرام مال، دھوکا، حق تلفی اور ظلم دل پر تاریکی ڈالتے ہیں اور انسان کو عبادت کے باوجود باطنی صفائی سے محروم کر سکتے ہیں۔

دل کا نور

دل کا نور محض معلومات سے نہیں آتا

یہ اطاعت، توبہ، حیا، ذکر، قرآن، اخلاص اور پاکیزہ عمل سے آتا ہے۔ جو
انسان اپنے دل کو گناہ کی آلودگی سے بچاتا اور اللہ کی طرف بار بار پلٹتا ہے،
اللہ اس کے دل میں وہ روشنی پیدا فرماتا ہے جس سے وہ حق کو حق اور
باطل کو باطل دیکھنے لگتا ہے